تبصرہ کتب

فتاویٰ حقانیہ رسائل و جرائد کی نظر میں

کتاب: فتاویٰ حقانیہ افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق و دیگر مفتیان کرام دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
ترتیب: مفتی مختار اللہ حقانی ضخامت: چھ جلدیں سائز 20x30 8 صفحات: 3548 کاغذ طباعت جلدیں عمدہ
شائع کردہ: موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ہدیہ۔۔۔۔۔۔درج نہیں۔۔۔۔۔۔

زیر تبصرہ ''فتاویٰ حقانیہ'' ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو حضرت اقدس مولانا عبدالحق محدث اکوڑوی قدس سرہٗ اور اکابرین مفتیان کرام دار العلوم حقانیہ کی علمی، فقہی اور خداداد بصیرت کے بے مثال شاہکار ہے۔ یہ فتاویٰ چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے جن کی مجموعی ضخامت ساڑھے تین ہزار صفحات سے زائد ہے۔ فتاویٰ حقانیہ کی تقدیم میں فقہی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے ان جلدوں کو جن مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے ان کی ترتیب اس طرح سے ہے:

جلد اول۔۔۔۔۔ مقدمہ۔ مفتیان کرام کا سوانحی خاکہ۔ فتویٰ کی اہمیت۔ پیش لفظ۔ العقائد والفرق

جلد ثانی۔۔۔۔۔ الاجتهاد، البدعة، العلم، التفسير، مايتعلق بالحديث، السلوك، السياسة، الكراهية والاباحة، الطهارة

جلد ثالث۔۔۔۔۔ الصلوٰة، الجنائز، الزكوٰة

جلد رابع۔۔۔۔۔ الزكوة، الصوم، الحج، النكاح، الطلاق

جلد خامس۔۔۔۔۔ النفقات، الايمان و النذر، الوقف، الحدود و التعزيرات، الاشربة، القصاص، و الدية، الجهاد، القضاء و الدعوىٰ، الشهادات، القسمة و الاكره

جلد سادس۔۔۔۔۔ البيوع، الربا، الرّهن، الاجارة، الشفعة، الشركة، المضاربة، الوكالة، الهبة، الغصب، الوديعة و العارية، احياء الموات، المزارعت، الذبائح، الصيد، الاضحية، الوصيت، الفرائض

گویا عقائد سے لے کر فرائض تک ہر فتاویٰ اس میں شامل ہیں۔ فتاویٰ حقانیہ کی تقدیم و ترتیب کا یہ کام شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کے بڑے صاحبزادے اور دار العلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی زیر نگرانی انجام دیا

گیا ہے۔اس فتاویٰ کی ایک خوبی تو یہ ہے کہ اس میں دور حاضر کے جدید مسائل کو اس خوبی سے حل کیا گیا ہے کہ دیکھنے سننے اور پڑھنے والے کو کسی بھی قسم کا خلجان یا تشنگی باقی نہیں رہتی ...... حضرت مولانا عبدالحق محدث اکوڑوی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا' اخلاص' للّٰہیت' زہد اور تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔اسلاف اور اکابرین کے علوم کے محافظ ہی نہیں بلکہ امین بھی تھے' حضرت کا شمار ان اکابرین میں ہوتا ہے جن پر عالم اسلام کو بجا طور پر ناز ہے' حضرت اقدس علوم تفسیر' حدیث اور فنون کے بحر ذخار تو تھے ہی ساتھ ساتھ فقیہانہ بصیرت میں بھی یکتا تھے۔حضرت والا کے فتاویٰ دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت فتویٰ دیتے وقت صرف فقہی جزئیات کو ہی مدنظر نہیں رکھتے تھے بلکہ حالات حاضرہ پر بھی آپ کی گہری نظر ہوتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ حضرت کے فتاویٰ کو افتاء کی دنیا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے' حضرت کی کمال احتیاط اور دوراندیشی کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ آپ کی عموماً یہ کوشش ہوتی کہ سائل کو اس کا جواب پورا سمجھایا جائے' اس لئے جواب لکھتے وقت بات کھل کر بیان فرماتے اگرچہ بیان طویل ہو جاتا۔

۲۔ فتویٰ لکھتے وقت آپ فقہ حنفی کی مشہور کتب بدائع الصنائع' ہدایہ اور ردالمختار سے استفادہ فرماتے تھے۔

۳۔ فتویٰ میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ خود تو کیا دارالعلوم حقانیہ کے دیگر مفتیان بھی جب فتویٰ لکھتے تو انہیں اپنے سامنے سنانے کا حکم فرماتے۔

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمان صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ ۱۹۷۸ء میں سالانہ چھٹیوں کے دوران ناظم دارالعلوم حضرت مولانا سلطان محمود صاحبؒ نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کا یہ پیغام مجھے پہنچایا کہ چھٹیوں میں یہاں رہ کر دارالافتاء کی خدمت سرانجام دو گے' تو مجھ پر یہ بوجھ بہت بھاری لگا' خود یہ جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی فتویٰ تصویب کے بغیر دے دوں' اور حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی خدمت میں اس سے قبل مسائل و جزئیات پیش کرنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا' جب میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا' کہ جو مسئلہ بھی تم لکھو گے تو پہلے مجھے سناؤ گے۔یہ اس لئے اگر کوئی جدید مسئلہ ہو تو ذہن میں آ جائے۔اس سے آپ کا مقصد استحضار مسائل نہیں بلکہ احتیاط ملحوظ تھی۔چونکہ کسی بھی مسئلہ کا جواب آپ کو سنائے بغیر بھیجنے کی مجھے اجازت نہیں تھی' اس لئے میں مسائل کے جواب لکھ کر حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی خدمت میں پیش کرتا' اگر آپ تائید فرماتے تو سائل کو وہ جواب بھیج دیتا۔لیکن دس دن کی نگرانی کرنے کے بعد جب اعتماد پیدا ہو گیا تو فرمایا کہ مجھے سننے کا وقت کم ملتا ہے اس لئے سنائے بغیر ہی بھیج دیا کرو۔

۴۔ حضرت شیخ الحدیثؒ مسائل کے بیان کرنے یا لکھنے میں ماحول' حالات' اور اس کے نتائج و عواقب کا بھی لحاظ رکھتے تھے اور مصلحت کو سامنے رکھ کر جواب دیا کرتے تھے تاکہ معاشرہ میں بدمزگی پیدا نہ ہو اور لوگ شریعت کے کسی مسئلہ کا مذاق نہ اڑائیں۔

حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

۵۔ ۱۹۷۸ء میں دارالعلوم کی سالانہ تعطیلات کے دوران میں نے قضاء عمری کے بارے میں فتویٰ دیا جس میں قضاء عمری کی روایت کو موضوع ثابت کرنے کے بعد لکھا کہ مروجہ قضاء عمری کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور بدعت قبیحہ ہے...... جب آپؒ کو یہ جواب سنایا تو فرمایا کہ جواب تو ٹھیک ہے اس میں کوئی شک نہیں' لیکن ہمارے پٹھانوں کے علاقہ میں لوگ نہایت تدین کی وجہ سے قضاء عمری کے ایسے عاشق ہیں کہ ایسے سخت الفاظ کے نتیجے میں کہیں طیش میں آ کر فتنہ و فساد اور سب وشتم پر نہ اتر آئیں اس لئے ان الفاظ میں یوں ترمیم کرو: ''قضاء عمری کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہمارے اسلاف نے اس کو بدعت میں شمار کیا ہے۔''

۶۔ اسی طرح ایک موقع پر کسی سڑک کی تعمیر میں ایک پرانی قبر سڑک کی زد میں آتی تھی' حکومت اس قبر کو مسمار کر کے سڑک سیدھا کرنا چاہتی تھی' لیکن مقامی لوگ اس پر خوش نہیں تھے' جب سرکاری اہلکاروں نے دارالعلوم سے فتاویٰ لینا چاہا تو میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا اگرچہ پرانی قبر مسمار کرنا از روئے شرع جائز ہے' لیکن ہمارے اس فتویٰ سے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے' بلکہ مذہبی جنون کی وجہ سے شاید یہ لوگ دارالعلوم کو بھی فریق شمار کریں گے' اس لئے اس انداز سے فتویٰ دیا جائے کہ قبر کے اوپر پل بنا کر اس پر سے سڑک گزار لی جائے۔ چنانچہ آپ کی حسن تدبیر اور حزم واحتیاط کی بدولت سڑک بھی تعمیر ہوگئی اور لوگ بھی شر کیہ اعتقاد سے بچ گئے۔

۷۔ ایک دفعہ کسی صاحب نے تصوف کے سلاسل کے بارے میں سوال کیا تو حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے جواب میں فرمایا: ''سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ ایک ہی تالاب کی دو نہریں ہیں' دونوں کا مخزن اور مرکز ایک ہے۔ پانی ایک ہے صرف راستے جدا جدا ہیں' دوسرے سلاسل تصوف اور مختلف فقہی مذاہب کا بھی یہی حال ہے۔ حنفیت' حنبلیت اور مالکیت سب کو ایک ہی تالاب سے پانی پہنچتا ہے' سب اسی ایک تالاب کے پانی سے دنیا کی سیرابی کرتے ہیں' صرف راستے جدا ہیں' منزل اور مقصد سب کا ایک ہے بعض لوگ دانستہ طور پر تصوف کے ان سلسلوں اور فقہی مذاہب کو فرقہ واریت پر محمل کر کے دنیا کو گمراہ کرتے اور دھوکہ دیتے ہیں' مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے'' (ماہنامہ ''الحق'' شیخ الحدیث نمبر)

۸۔ اس کے علاوہ آپ مسائل کے جوابات نہایت سادہ اور آسان الفاظ میں دیا کرتے تھے' اور اس میں حوالہ جات کا خصوصیت سے اہتمام فرمایا کرتے تھے تاکہ کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے' (ماخوذ از صفحہ ۸۸' ۹۸' ۹۰' فتاویٰ حقانیہ ج ۱)

اس فتاویٰ میں جن جید مفتیان کرام کے فتوؤں کو شامل کیا گیا ہے ان کی تعداد اٹھارہ ہے لیکن ان میں مرکزی حیثیت حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کو ہی حاصل ہے یہ ان ہی کے فیض کا نتیجہ ہے۔ فتاویٰ حقانیہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے جو کسی اور فتاویٰ میں بہت کم پائی جاتی ہے' وہ ہے اس کا ایک مربوط و مضبوط مقدمہ' یہ مقدمہ حضرت مولانا سمیع الحق

مہتمم و شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قلم سے مرقوم ہے۔ اس مقدمے میں فقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف' کے ساتھ فقہی ماخذ قرآن کریم' سنت' اجماع قیاس' استحسان' عرف و عادت' استصحاب' مصالح مرسلہ' لطائف افتاء' فتاوی دور نبویؐ میں' فتاوی دور صحابہؓ میں' فتاویٰ دور تابعین میں' مفتیان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین اور ان کی اقسام وطبقات' تابعین فقہاء کا م اور انکے طبقات' مفتی کے شرائط و آداب مستفتی سمیت کئی ایک اہم مسائل اور موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ فن افتاء سے تعلق رکھنے والے حضرات کے لئے عموماً اور اس فن کے متخصصین کے لئے خصوصاً اس کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ اگر ایسے ادارے جہاں تخصص فی الفقہ کرایا جاتا ہے وہ اس مقدمے کو عقود رسم المفتی کے ساتھ ساتھ طلبہ کے نصاب میں داخل کر دیں تو طلبہ کے لئے بہت ہی مفید رہے گا' اسی طرح فتاویٰ کی اہمیت' ضرورت اور اس کی تاریخ پر مولانا انوار الحق حقانی کا وہ مقالہ بھی قابل دید اور اہل علم کے لئے موجب استفادہ ہے جو ''فتاویٰ حقانیہ'' کے مقدمے کا ایک اہم جزو ہے' مولانا انوار الحق حضرت الشیخ قدس سرہٗ کے وہ صاحبزادے ہیں جنہیں حضرت کی خدمت کا سب سے زیادہ موقع ملا ہے' سفر و حضر میں اکثر مولانا انوار الحق ہی حضرت اقدس کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس تبصرہ نگار کو اچھی طرح سے یاد ہے کہ جب حضرت شیخ الحدیث آنکھوں کے آپریشن کے سلسلے میں لاہور تشریف لائے تو اس وقت بھی مولانا انوار الحق صاحب ہی آپ کے خادم تھے۔ مولانا انوار الحق صاحب نے مقدمے میں شامل کئے جانے والے مقالے میں فن افتاء کی عظمت کے سلسلے میں لکھتے ہیں' کہ یہ اتنا عظیم کام ہے کہ جس کی نسبت حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے فرمایا ہے یفتیکم فی الکلالۃ 'مولانا انوار الحق نے اپنے مقالے میں جن موضوعات پر اظہار خیال فرمایا ہے ان میں قضاء وافتاء میں فرق' منصب افتاء کی عظمت' منصب افتاء و خطرات' اسلامی مملکت میں دار الافتاء کا قیام' اور اس کی ضرورت اور اہمیت' مسلک احناف میں فتویٰ کی عظمت' جامعہ دار العلوم حقانیہ میں دار الافتاء کا قیام شامل ہیں۔ مولانا انوار الحق مدظلہ' جامعہ دار العلوم حقانیہ کے نائب مہتمم اور استاذ الحدیث ہیں۔ درویش منش انسان ہیں' ریا و نمود سے کوسوں دور بھاگنے والے عالم با عمل ہیں۔ فتاویٰ حقانیہ کی طباعت اور اس کی ترتیب و تقدیم میں ان کا حصہ قابل قدر ہے۔

موتمر المصنفین اور فتاویٰ حقانیہ کی طباعت و اشاعت پر مامورین سے ایک گزارش ہے' وہ یہ کہ آئندہ طباعت میں اس امر کی وضاحت فرمائیں کہ کون کون سا فتویٰ کس کس کا ہے؟ تاکہ اس طرح سے حضرت الشیخ کے اپنے فتاویٰ کا علم ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضرت نے اپنے دست مبارک سے کتنے فتاویٰ صادر فرمائے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جن کی تصویب فرمائی ہے' جیسا کہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند وغیرہ میں ہے۔ اس سے فتاویٰ کی اہمیت میں اور بھی اضافہ ہوگا..... تبصرہ نگار کے نزدیک فتاویٰ حقانیہ ہر دار الافتاء کی ہی نہیں بلکہ ایک اچھی لائبریری کی بھی ضرورت ہے۔ فتاویٰ حقانیہ ہر بڑے کتب خانے کے علاوہ براہ راست ناشر سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ (محمد اکرم کاشمیری' ماہنامہ ''الحسن'' لاہور)